تاریخ اسلام:

ہجرت کے چوتھے سال کے واقعات:

غزوہ ''بنی النضیر''

از: آیت اللہ جعفر سبحانی

جنگ احد میں مسلمانوں کی شکست اور علمی شخصیتوں کے قتل ہو جانے کی وجہ سے مدینہ کے منافقین اور یہودی لوگ بہت خوش اور ایسے موقع کی تلاش میں لگے ہوئے تھے کہ مدینہ میں بغاوت اور گڑبڑی پھیلاکر مدینہ کے باہر زندگی بسر کرنے والے قبیلوں پر یہ واضح کردیں کہ مدینہ کے مسلمانوں کے درمیان کسی قسم کا کوئی اتحاد موجود نہیں ہے لہذا بیرونی دشمن اسلام کی نوجوان حکومت کو بڑی آسانی سے سرنگوں کرسکتے ہیں۔

قبیلہ ''بنی النضیر'' کے یہودیوں کی راہ وروش اور ان کے افکار وعقائد سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے پیغمبر اکرمؐ اپنے کچھ افسروں کے ہمراہ ان لوگوں کے قلعہ کی طرف روانہ ہوگئے لیکن پیغمبر نے بنی النضیر سے رابطہ قائم کرنے کا مقصد یہ ظاہر کیا تھا کہ وہ عمرو بن امیہ کے ہاتھوں قبیلہ بنی عامر کے دو عربوں کے قتل کا خون بہا حاصل کرنے کے سلسلے میں ان لوگوں سے مدد مانگنے آئے ہیں کیونکہ قبیلہ بنی النضیر نے مسلمانوں کے ساتھ ہی ساتھ قبیلہ بنی عامر سے معاہدہ کررکھا تھا اور اس زمانے میں معاہدوں میں شریک قبائل ایسے موقع پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے۔ پیغمبر اکرمؐ قلعہ کے دروازہ کے قریب اپنی سواری سے اتر گئے اور قبیلے کے سرداروں کے پاس اپنا پیغام کہلوادیا۔ ان لوگوں نے پیغمبر اکرمؐ کا پرجوش استقبال کرتے ہوئے مطلوبہ خوں بہا کی ادائگی کے سلسلے میں ہر ممکن مدد فراہم کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے پیغمبر اکرمؐ کو ان کی کنیت ابو القاسم سے مخاطب کرتے ہوئے ان سے

درخواست کی کہ رسول خدا قلعہ کے اندر تشریف لائیں اور ایک دن ان لوگوں کے ساتھ قیام کریں۔ پیغمبر اکرمؐ نے ان لوگوں کی درخواست قبول نہ کی اور قلعہ کی دیوار کے سایہ میں اپنے افسروں کے ہمراہ بیٹھ گئے اور قبیلہ بنی النضیر کے سرداروں سے گفتگو میں مشغول ہوگئے۔[۱]

پیغمبر اکرمؐ نے قبیلہ بنی النضیر کے سرداروں کی چرب زبانی سے یہ محسوس کرلیا کہ وہ لوگ اس گفتگو کے ساتھ ہی ساتھ کچھ مرموز حرکتوں میں بھی لگے ہوئے ہیں۔ جس جگہ پیغمبر اکرمؐ بیٹھے ہوئے تھے اس احاطہ میں لوگوں کی آمد ورفت زیادہ دکھائی دے رہی تھی۔ اس کے علاوہ لوگوں کی مشکوک باتیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ درحقیقت قبیلہ بنی النضیر کے سرداروں نے یہ فیصلہ کررکھا تھا کہ وہ لوگ پیغمبر کو باتوں میں الجھائے رکھیں اور اسی دوران انھیں میں سے ''عمرو حجاش'' نامی شخص قلعہ کی چھت سے پیغمبر کے سر پر ایک بھاری پتھر پھینک کر ان کا کام تمام کردے۔

خوش قسمتی سے ان لوگوں کے منصوبے پر پانی پھر گیا۔ ان کی مرموز نقل وحرکت اور نامناسب راہ وروش کی وجہ سے ان کے شرمناک منصوبوں کا بھانڈا پھوٹ گیا اور بقول واقدی فرشتۂ وحی نے پیغمبر اکرمؐ کو حقیقت سے بخوبی آگاہ کردیا۔ پیغمبر اکرمؐ اپنی جگہ سے اٹھے اور اس مجلس سے اس طرح باہر چلے گئے کہ یہودیوں نے خیال کیا کہ وہ کسی کام سے باہر جارہے ہیں اور تھوڑی دیر میں واپس آجائیں گے لیکن پیغمبر اکرمؐ مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے اور اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے اس فیصلے کی خبر نہ دی اور وہ لوگ پیغمبر اکرمؐ کے انتظار میں اسی جگہ بیٹھے رہے لیکن ان لوگوں کا انتظار بالکل بے سود ثابت ہوا۔

قبیلہ بنی النضیر کے یہودیوں میں بھگدڑ مچ گئی اور ان لوگوں کی حیرانی کا کوئی ٹھکانا نہ رہا۔ ایک طرف وہ لوگ یہ سوچ رہے تھے کہ شاید پیغمبر اکرمؐ کو ان لوگو کی سازش کا پتہ چل گیا: ایسی صورت میں وہ ان لوگوں کی سخت گوشمالی کریں گے۔ دوسری طرف وہ لوگ آپس میں یہ باتیں کررہے تھے کہ پیغمبر اکرمؐ تو ہم لوگوں کی گرفت ودسترس سے باہر نکل گئے تو ان کے

اصحاب سے ان کا انتقام لے لیں لیکن فوراً ہی وہ لوگ یہ کہنے لگتے تھے کہ اگر ایسا کیا تو صورتحال اورخراب ہوجائے گی اور پیغمبر ہم لوگوں سے بہر حال انتقام لے کر رہیں گے۔

اسی اثنا میں پیغمبر کے ساتھیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ لوگ بھی پیغمبر کے پیچھے چل پڑیں اور دیکھیں کہ وہ کہاں چلے گئے۔ ابھی وہ لوگ قلعہ کی دیوار سے زیادہ دور نہ گئے تھے کہ انھیں ایک آدمی ملا جو مدینہ سے آرہا تھا۔ اس نے ان لوگوں کو یہ اطلاع دی کہ پیغمبر اکرمؐ مدینہ میں داخل ہوچکے ہیں۔ وہ لوگ فوراً پیغمبر اکرمؐ کی خدمت میں شرفیاب ہوگئے اوراس طرح پیغمبر یہودیوں کی سازش سے، جس کی خبر امین وحی بھی دے چکے تھے، بخوبی آگاہ ہوگئے۔[۲]

اس ظلم کے مقابلے میں کیا کرنا چاہئے؟:

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس خیانت کار جماعت کے ساتھ پیغمبر اکرمؐ کو کیا سلوک کرنا چاہئے؟ اسلامی حکومت کے سایہ میں اس جماعت کو ہرقسم کی سہولتیں فراہم تھیں۔ سپاہیان اسلام ان لوگوں کی اموال اور ناموس کی حفاظت کررہے تھے۔ فقط اتنا ہی نہیں بلکہ یہ جماعت نبوت ورسالت کی اہم نشانیوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی اورنبوت کی دلیلوں نیز ان کے صادق القول ہونے کا ذکر یہ لوگ اپنی مقدس کتاب میں برابر پڑھا کرتے تھے لیکن ان لوگوں نے مہمان نوازی کے بجائے ان کے قتل کا منصوبہ بناڈالا اور اس بات پر آمادہ ہوگئے کہ انھیں دھوکے سے قتل کرڈالیں۔ اس سلسلے میں انصاف کا تقاضہ کیا ہے؟ اس قسم کی سازش کی بیخ کنی کے لئے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے کہ دوبارہ ایسا حادثہ رونما ہوسکے؟!

اس سلسلے میں منطقی راستہ وہی تھا جو پیغمبر اکرمؐ نے اختیار کیا۔ انھوں نے تمام سپاہیوں کو ہمہ تن آمادہ رہنے کی ہدایت جاری کرتے ہوئے "محمد بن مسلمہ اوسی" کوطلب کیا اور کہا کہ جتنی جلدی ممکن ہوقبیلہ بنی النضیر کے سرداروں تک میرا یہ پیغام پہونچادو کہ "مذہب اسلام کے رہبر عالیقدر نے میرے ذریعہ تم لوگوں تک یہ پیغام پہونچایا ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو بلکہ زیادہ سے زیادہ دس روز کے اندر تم لوگ اس علاقے سے باہر چلے جاؤ کیونکہ تم لوگوں نے

معاہدہ شکنی کرتے ہوئے مکر وفریب سے کام لیا ہے۔ اگر تم لوگوں نے دس دن کے اندر اس علاقے کو ترک نہیں کیا تو تمہیں قتل کردیا جائے گا۔

اس پیغام کو سن کر یہودیوں پر حیرت انگیز افسردگی طاری ہوگئی اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو گنہگار ٹھہرانا شروع کردیا۔ ان کے سرداروں میں سے ایک نے یہ تجویز پیش کی کہ ہم لوگوں کو مجموعی طور پر اسلام قبول کرلینا چاہئے۔ لیکن اکثریت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے ان لوگوں نے اس تجویز کو قبول نہ کیا۔ بہر حال ان لوگوں پر غیر معمولی بے کسی اور مردنی چھائی ہوئی تھی۔ نہایت مجبوری کی حالت میں ان لوگوں نے محمد بن مسلمہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا" اے محمد! تم قبیلہ اوس سے ہو اور پیغمبر کی آمد سے قبل تمہارے قبیلے کے ساتھ ہم لوگوں کا دفاعی معاہدہ تھا۔ اب تم لوگ ہم سے جنگ کیوں کرنا چاہتے ہو؟ اس نے بڑی ذہانت وہوشیاری سے جواب دیا۔" وہ زمانہ گزر گیا۔ اب دلوں میں انقلاب پیدا ہوچکا ہے اور صورتحال بالکل بدل چکی ہے۔"

یہ فیصلہ اس معاہدہ کے مطابق ہے جو پیغمبر اکرمؐ نے مدینہ میں مسلمانوں کی آمد کے ابتدائی ایام کے دوران مختلف یہودی قبیلوں اور گھرانوں کیساتھ کیا تھا اور قبیلہ بنی النضیر سے حیی بن اخطب نے اس معاہدہ پر دستخط کیا تھا۔ اس معاہدہ کا متن اس سے قبل بھی نقل کیا جاچکا ہے پھر بھی اس کا مختصر حصہ اس جگہ بھی نقل کیا جارہا ہے۔" پیغمبر تینوں قبیلوں (قبیلہ بنی النضیر، بنی قینقاع اور بنی قریظہ) کے ساتھ یہ معاہدہ کرتے ہیں وہ لوگ رسول خدا اور ان کے اصحاب کو نقصان پہونچانے کے لئے ہرگز کوئی اقدام نہ کریں گے اور ان کی شان میں کسی قسم کی زبان درازی یا دست درازی بھی نہ کریں گے۔"[۳۰]

مگر مچھ کے آنسو:

اس موقع پر ایک بار پھر مستشرقین نے دوبارہ گریہ وزاری کرتے ہوئے اور مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہوئے ماں سے زیادہ مہربان دایہ کی طرح معاہدہ شکن اور خیانت کار یہودیوں

کے خلاف پیغمبر اکرمؐ کے اقدام کو عدل وانصاف کے خلاف قرار دیا ہے۔

اس کج فہمی اورکوتاہ بینی کا مقصد حقیقت کی شناخت اور معاملات کو بخوبی سمجھنا ہرگز نہیں ہے کیونکہ مذکورہ بالا معاہدہ کے متن کے مطالعہ کے بعد حقیقت بخوبی واضح ہوجاتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ سازش کے انجام کی روشنی میں پیغمبر نے ان یہودیوں کے لئے جس سزا کا اعلان کیا تھا وہ معاہدہ میں مذکورسزا سے بہت ہلکی تھی۔

آج ان مستشرقین کے آقاؤں کے ذریعہ مشرقی اورمغربی دنیا میں سیکڑوں مظالم رونما ہورہے ہیں اور ان میں سے کسی میں اتنا دم نہیں ہے کہ ان ظالمانہ اور وحشیانہ راہ وروش کے خلاف ذرہ برابر اعتراض کرسکیں لیکن جب پیغمبر ایک مٹھی بھر ظالم وخیانت کار یہودیوں کو معاہدہ میں تجویز شدہ سزا سے بھی کم اور ہلکی سزا کا اعلان کرتے ہیں تو مختلف ذاتی اغراض ومقاصد کی روشنی میں واقعات کا تجزیہ کرنے والے ان انگشت شمار ونام نہاد مصنفین اور دانشوروں کی چیخ وپکارشروع ہوجاتی ہے۔

حزب نفاق کا کردار:

حزب ''نفاق'' کا خطرہ یہودیوں کےخطرہ سے زیادہ بڑا تھا کیونکہ منافق دوستی کی آڑ میں پیٹھ میں خنجر مارتا ہے اور اسکے چہرہ پہ دوستی کی نقاب پڑی رہتی ہے۔عبد اللہ ابی اور مالک ابی...وغیرہ اس جماعت کے سردار تھے۔ ان لوگوں نے فوراً قبیلہ بنی النضیر کے پاس یہ پیغام بھیج دیا کہ ہم لوگ دوہزار سپاہیوں کے ہمراہ تمہاری مدد کے لئے آمادہ ہیں اورقبیلہ بنی قریظہ وقبیلہ غطفان والے بھی، جن کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے، تم لوگوں کو تنہا نہ چھوڑیں گے۔منافقوں کے اس جھوٹے وعدہ کی وجہ سے یہودیوں کے حوصلے بلند ہوگئے اور ابتدائی مرحلہ میں تسلیم وترک علاقہ کا ارادہ رکھنے والے یہودیوں کی فکرمیں غیرمعمولی تبدیلی آگئی۔ ان لوگوں نے اپنے قلعہ کے دروازوں کو اچھی طرح سے بند کردیا اور جنگی اسلحوں سے پوری طرح مسلح ہوکر اپنے قلعہ واملاک کے دفاع کا فیصلہ کرلیا اور یہ طے کرلیا کہ وہ اپنے باغات اور

کھیتوں کو اسلامی سپاہ کے حوالے ہرگز نہ کریں گے۔

قبیلہ بنی النضیر کے سلام بن مشکم نامی ایک سردار نے عبداللہ کے وعدہ کو کذب و دروغ محض خیال کرتے ہوئے یہ مشورہ دیا کہ ''ہم لوگوں کی بھلائی اسی میں ہے کہ یہاں سے نکل چلیں۔ لیکن حیّ بن اخطب'' نے لوگوں کو اپنے موقف پر اٹل اور ثابت قدم رہنے کی دعوت دی۔

پیغمبر کو عبداللہ کے پیغام کی اطلاع مل چکی تھی۔ انھوں نے ''ابن ام مکتوم'' کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور نعرہ تکبیر بلند کرتے ہوئے قبیلہ ''بنی النضیر'' کے قلعہ کا محاصرہ کرنے کے لئے چل پڑے۔ انھوں نے قبیلہ بنی قریظہ اور قبیلہ ''بنی النضیر'' کے درمیان میں جو جگہ خالی پڑی ہوئی تھی وہیں اپنے سپاہیوں کو تعینات کر دیا۔ اس خالی جگہ پر سپاہ اسلام کے قیام کی وجہ سے دونوں یہودی قبیلوں کے درمیان رابطہ ٹوٹ گیا۔ ابن ہشام ؒ کی روایت کے مطابق چھ دن ورات اور دیگر مورخین کے بموجب پندرہ روز تک سپاہیان اسلام نے قلعہ کا محاصرہ جاری رکھا لیکن یہودیوں نے اپنی ثابت قدمی جاری رکھی۔ پیغمبر نے قلعہ کے اردگرد موجود پیڑوں کو کاٹنے کا حکم دیا تاکہ یہودیوں کا اس سرزمین سے کوئی لگاؤ باقی نہ رہ جائے۔

اس موقع پر یہودیوں نے قلعہ کے اندر سے فریاد کرنا شروع کیا کہ'' اے ابو القاسم! تم تو سپاہیوں کو ہمیشہ پیڑ کاٹنے سے منع کیا کرتے تھے لیکن اس بار ایسا کیوں کررہے ہو؟ بہر حال اس کی وجہ وہی تھی جس کی طرف اس سے قبل اشارہ کیا جاچکا ہے۔

آخر کار یہودیوں نے حالات کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے یہ کہا کہ ہم اس علاقے کو ترک کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ ہمیں اپنی منقول اموال کو ساتھ لے جانے کی آزادی ہو۔ پیغمبر نے ان لوگوں کی یہ شرط قبول کرلی اور فرمایا کہ یہ لوگ اپنی جملہ اموال اپنے ساتھ لے جائیں لیکن اپنے تمام اسلحے سپاہیان اسلام کے سپرد کردیں۔

لالچی یہودیوں نے اپنی زیادہ سے زیادہ اموال کو ساتھ لے جانے کی کوشش کی۔ ان لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے اور چوکھٹ بھی اکھاڑ لئے اور گھر کی دیواروں کو

اپنے ہاتھوں سے منہدم کردیا۔ سارا ساز وسامان لاد کر ان میں سے کچھ لوگ خیبر اور کچھ شام کی طرف روانہ ہو گئے اور ان میں سے دو لوگوں نے اسلام قبول کرلیا۔

اپنی اس شکست کی تلافی کے لئے وہ لوگ دف بجاتے اور گانا گاتے ہوئے مدینہ سے باہر نکل گئے۔ اس گانے بجانے کے ذریعہ وہ لوگ یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ انھیں اس علاقے کو ترک کرنے کا کوئی دکھ نہیں ہے بلکہ وہ خوشی خوشی یہاں سے جارہے ہیں۔

مہاجروں کے درمیان بنی النضیر کے کھیتوں کی تقسیم:

قرآنی آیات کی روشنی میں کسی جنگ و نبرد آزمائی کے بغیر سپاہیان اسلام کو مال غنیمت حاصل ہوتا ہے وہ پیغمبر کا حق ہوتا ہے ﷺ اور وہ اسلامی مصلحت کے بموجب اس کا استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ اس موقع پر پیغمبر نے یہ مصلحت دیکھی کہ کھیت، باغ اور تالاب وغیرہ مہاجروں کے درمیان تقسیم کردیں کیونکہ مکہ سے مہاجرت کرتے وقت مال دنیا میں سے ان لوگوں کے پاس کچھ بھی نہ تھا اور درحقیقت انصار سپاہیان اسلام ان کے میزبان تھے۔ سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ نے بھی اس خیال کی بھرپور تائید کی اور اس طرح پوری اراضی مہاجروں کے درمیان تقسیم کردی گئی اور جماعت انصار میں سے ''سہل بن حنیف'' اور ''ابو دجانہ'' کے علاوہ، جو بہت غریب تھے، کسی نے کوئی چیز قبول نہیں کی۔ اس طرح عام مسلمانوں کو اس سے بڑا فائدہ ہوا اور قبیلہ بنی النضیر کے سرداروں میں سے ایک سردار کی قیمتی تلوار ''سعد بن معاذ'' کے سپرد کردی گئی۔

یہ واقعہ چوتھی ہجری میں ربیع کے مہینے میں رونما ہوا اور اس حادثے کے سلسلے میں سورہ حشر بھی نازل ہوا۔ اختصار و اجمال کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اس سورہ کی آیتوں کے ترجمہ وتفسیر سے پرہیز اختیار کیا جارہا ہے۔ اکثر اسلامی مورخین کا خیال ہے کہ اس حادثہ کے دوران قتل و خونریزی نہیں ہوئی لیکن مرحوم مفید کا یہ خیال ہے کہ فتح کی شب میں سپاہیان اسلام اور یہودیوں کے درمیان ایک مختصر سی جھڑپ ہوئی جس میں دس یہودی مارے گئے اور ان لوگوں

کے قتل کی وجہ سے ہی وہ لوگ سپاہیان اسلام کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر مجبور ہو گئے۔

حوالے:

۱۔ مغازی کہتا ہے کہ ''پیغمبر قبیلہ بنی النضیر کے سرداروں کے اجلاس میں داخل ہو گئے۔''
مغازی جلد ۱ ص۔ ۳۶۴

۲۔ مغازی جلد ۱ ص ۳۶۵

۳۔ رجوع کیجئے از ص۔ ۳۷۷ تا ۳۸۵۔، معاہدہ کا متن بحار الانوار کی ۱۹ ویں جلد کے ص۔ ۱۱۰ اور ص ۱۱۱ پر درج ہے۔

۴۔ سیرۂ ابن ہشام جلد ۲ ص ۔۱۹۱

۵۔ سورہ حشر آیت ۶

۶۔ ارشاد'' ص ۴۷۔۴۸

❀❀❀